تلخ حقیقت

ایمن تنزیل
شتر خانہ کہنہ، نزد مسجد چندہ خان، رامپور (یوپی)

شکیب گریجویشن کرنے کے بعد کسی اچھی یونیورسٹی سے پوسٹ گریجویشن کرکے اپنے مستقبل کو روشن کرنا چاہتا تھا۔ اکلوتی اولاد ہونے کی وجہ سے اس کے والدین کے ارمان بھی بے انتہا تھے۔ تعلیم کا شوق اس قدر تھا کہ والدین نے بھی نہ چاہتے ہوئے اپنے جگر کے ٹکڑے کو دور جانے کی اجازت دے دی۔ عزم مصمم لیے شکیب ایڈمیشن کی تیاری کرنے لگا، بہت سی رکاوٹوں نے اس کے قدموں کو روکنا چاہا لیکن اس نے اپنے حوصلے پست نہ ہونے دیے اور ہندوستان کی تین مشہور یونیورسٹیوں میں اینٹرینس دیا اور اس کو پاس بھی کرلیا۔ والدین کی خوشی کا ٹھکانہ نہیں رہا کیونکہ اعلیٰ تعلیم آج اگر بچوں کے لیے ضروری ہے تو والدین نے بھی اس کی اہمیت کو بخوبی سمجھا ہے۔ ہندوستان کی تینوں اعلیٰ یونیورسٹیوں میں ٹیسٹ میں کامیابی حاصل کرنا واقعی اس کی ذہانت اور قابلیت کا بہترین ثبوت پیش کرتا ہے، لیکن ظاہر ہے اس کو کسی ایک یونیورسٹی کا انتخاب کرنا تھا اور شکیب نے دلّی کی مشہور یونیورسٹی میں داخلہ لے لیا۔

ماں باپ کی آنکھیں نم تھیں، ان کے دل میں بے انتہا خدشات تھے کہ ان کا بیٹا، ان کے جگر کا ٹکڑا ان سے دور جارہا تھا، لیکن حقیقت ہے بیٹے کے تابناک مستقبل کی خواہش نے ان کو بھی صبر دیا۔ شکیب رات بھر شہر اور وہ بھی دلّی شہر کے بارے میں سوچ سوچ کر ہزاروں خواب اپنی آنکھوں میں سمیٹتا رہا اور نوجوانی کا دور ہی ایسا ہوتا ہے کہ نہ جانے کتنے خواب ہماری آنکھوں میں ہوتے ہیں فرق صرف اتنا ہوتا ہے کہ کچھ خواب صرف نیند میں دیکھے جاتے ہیں اور کچھ خواب نیند کو پلکوں تک آنے ہی نہیں دیتے ہیں۔ یہ اپنے اپنے حوصلے، محنت اور لگن پر منحصر ہے۔ ماں کپڑوں کا بیگ تیار کررہی تھی تو بیٹے کو نصیحت کرنے لگیں: ''بیٹا نیا شہر ہے نئے لوگ ہوں گے، کسی سے زیادہ الجھنا نہیں، ہر کسی کی اپنی سوچ اور اس کے اپنے خیالات ہوتے ہیں۔''

ماں نے اسے سمجھاتے ہوئے آگے کہا: ''وہاں بھی تمہیں بہت سے الگ الگ مزاج کے لوگ ملیں گے۔''

''امی آپ ایسی باتیں کیوں کہہ رہی ہیں ......؟'' شکیب اپنی ماں کی اس نصیحت پر کچھ حیران تھا۔

''میں اس لیے کہہ رہی ہوں کہ یہاں اللہ کے ساتھ ہم بھی ہیں پر وہاں صرف اللہ کا ساتھ ہوگا۔'' ان کے یہ جملے ایک ماں کی فکر ظاہر کر رہے تھے جو کہ فطری ہے کیونکہ خدا نے ہر ماں کا دل ہی ایسا بنایا ہے جس کی برابری دنیا میں اور کوئی کر ہی نہیں سکتا۔''

دیکھتے ہی دیکھتے صبح ہوگئی اور شکیب اپنی نئی زندگی کے آغاز سے بے انتہا خوش تھا۔ نم آنکھوں میں ایسی روشنی تھی، آس پاس کی فضاؤں میں ایسی تازگی تھی جو اس کو آگے بڑھنے کا حوصلہ دے رہی تھی۔ اس کا عزم و استقلال صرف یہی کہہ رہا تھا کہ رکنا نہیں ہے، بڑھتے چلنا ہے۔ تھکن کے سبب وہ جلدی سو گیا تھا۔ اگلی صبح ہوئی وہ جاگا بھی، لیکن کسی کو نظر نہیں آیا۔ یعنی اسے ہوسٹل سے ہی غائب کردیا گیا تھا۔

یہ خدشہ ہر کسی کو ستائے جا رہا تھا کہ اس کے کہے ہوئے الفاظ سچ ثابت ہوئے تھے کیونکہ اس کا جس سے جھگڑا ہوا تھا اس نے یہ کہا تھا: ''ہم تمہیں بہتر حوروں کے پاس پہنچادیں گے۔'' ○○